www.neweramagazine.com New Era Magazine

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

تم بن ادھورے ہیں ہم

از کشمالہ اعظمی

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

اسلام و علیکم قارئین

میں کشمالہ اعظمی اللہ کے فضل اور آپ لوگوں کی دعاؤں سے ایک مرتبہ پھر اپنی نئ

ناول "تم بن ادھورے ہیں ہم" کے ساتھ آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوئی

ہوں۔اِس امید کے ساتھ کی انشاءاللہ یہ آپ کو پسند آئے.

دعاؤں کی طلبگار

کشمالہ اعظمی

شکریہ

****

شٹ ....

اپنے ہاتھ کا مکا بنا کر اُس نے اسٹریڈنگ پر دے مارا اور ہونٹ سکوڑ لیے .

"یہ کار کو ابھی خراب ہونی تھی" .

بلیک جنس پر پنک ٹی شرٹ پہنے, آنکھوں پر بلیک گلاسز لگائے جس کے اندر مقید سنہری آنکھیں ٹکر ٹکر کار کو تک رہی تھی. براؤن اِسٹیپ کٹ بالوں کی اونچی پونی ٹیل ڈالے, منہ میں چیونگم چباتے ہوئے وہ اِرد گرد سے بے خبر کار کی ڈِگی کھولے کھڑی تھی .

اُس کے خوبصورت چہرے پر جھنجھلاہٹ واضح نظر آرہی تھی. تبھی اُس کا فون بج اُٹھا .

ہیلو......فون ریسیو کرتے ہوئے وہ مخاطب ہوئی .

مگر.......یہ کیا؟

دوسری طرف صرف خاموشی کا راج تھا .

فون کان میں لگائے وہ تھوڑا آگے چلنے لگی, ابھی وہ ٹیکسی کو روکنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ اچانک کسی سے ٹکرا کر گر پڑی اور موبائل ہاتھ سے چھوٹ گیا .

وہ جو سائیکل پر سوار تھا ۔ گھبرا کر رُک گیا ۔

"پلیز مجھے معاف کر دیجئیے" ۔ وہ لجاجت سے کہہ رہا تھا کیونکہ غائب دماغی کی وجہ سے وہ اُس سے ٹکرا گیا تھا ۔

مگر وہ تو بس اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔ جِسے آس پاس اُس اجنبی کے علاوہ کوئی نظر ہی نہیں آ رہا تھا ۔

یہ نہ تھا کی، وہ ہر ایک کو دل دے بیٹھے مگر آج پہلی بار کسی لڑکے کو دیکھ کر وہ مبہوت رہ گئی تھی ۔

"کیا اسمارٹنس تھی اور ساتھ میں معصومیت بھی" ۔

بلیک بال ماتھے پر بکھرے پڑے تھے۔ جو کچھ دیر پہلے ایک اسٹائل سے کھڑے تھے اور ٹکرانے کی وجہ سے بکھر گئے تھے ۔ بلیو جِنس پر وائٹ ٹی شرٹ پہنے وہ بہت ہی عاجزانہ انداز میں معافی مانگ رہا تھا۔ دھوپ کی وجہ سے اُس کی گوری رنگت سُرخ پڑ رہی تھی ۔

اِٹس اوکے۔ وِش نے شانے اُچکاتے ہوئے کہا ۔

آپ کا بہت بہت شکریہ ,اُس لڑکے نے کہا اور سائیکل لے کر آگے نکل گیا .

اوہ.....شٹ !

"مجھے اُس کا نام پوچھ لینا چاہیئے تھا" . لپ اِسٹک سے سجے ہونٹ سیٹی کے انداز میں گول ہوئے اور وہ چیونگم چبانا بھول کر کہہ پڑی .

اب تو میں اِسے اپنی زندگی میں شامل کر کے رہونگی.مام بھی خوش ہوجائینگی.اُنھوں نے جو شادی کی رٹ لگا رکھی ہیں اب وہ پوری ہوجائیگی .

"یس."خدا تیرا شکر.آسمان کی طرف دیکھ کر وہ بڑبڑائی اور ٹیکسی میں بیٹھ گئی .

واہ وِش.تجھے ایسے ہی کسی لڑکے کی تلاش تھی اور آج وہ مل گیا.وہ خود کو ہی داد دے رہی تھی .

****

"وِش وِلا, "بہت ہی خوبصورت بنایا گیا تھا.اِس میں صرف تین افراد رہتے تھے.

سلطان خان اُن کی بیوی سلطانہ خان اور بچّی وِش جو,اکلوتی ہونے کی وجہ سے بہت ہی نخریلی اور کسی حد تک ضدّی بھی تھی.کچھ دن پہلے ہی وہ ڈاکٹری کر کے امریکہ سے

لوٹی تھی" ۔ وِش، "یہ اُس کا نِک نیم تھا۔ اصل نام تو "مہوش" تھا۔ اصل میں سلطان صاحب بہت امیر نہ تھے مگر وِش کے پیدا ہونے کے بعد بلندیوں کو چھوتے چلے گئے۔ وہ امریکہ جاب کیلئے گئے تھے پھر وِش پیدا ہوئی اور وہاں پر اُنھوں نے وِش کے نام سے اِنڈسٹری کھول دی۔ اب دو سال قبل وہ امریکہ سے پاکستان اپنے وطن لوٹے تھے البتہ وِش کی پڑھائی ادھوری ہونے کی وجہ سے وہ نہ آ سکی تھی۔ ویسے بھی سلطان صاحب کے صرف ایک بھائی تھے جو گاؤں میں رہتے تھے۔ بڑے بھائی کے حالات بھی اُن کی ہی طرح تھے۔ مگر اُن کی قسمت نے بلندیوں کی بجائے پستی پکڑ لی تھی۔ دونوں بھائیوں میں بہت محبّت تھی مگر دوری کی وجہ سے وہ کبھی مل نہ پائے۔ ایک گاؤں میں اور ایک ملک سے باہر سیٹل ہو گئے تھے۔ اب سلطان صاحب ہمیشہ کیلئے اپنے وطن لوٹ آئے تھے ۔

****

ہاتھ میں کی گھُماتی، سیٹی بجاتی وہ گھر میں داخل ہوئی ۔

ارے وِش بیٹا کیا ہوا؟ طبیعت ٹھیک ہیں نہ آپکی ۔

یس مام۔ بس آپ کو بہت جلد ایک خوش خبری سُناؤں گی ۔

بتاؤ. کیا بات ہے؟ سلطانہ بیگم نے پوچھا .

چھوڑیئے مام. بعد میں .

ہاں......مجھے میری فرینڈز کو انوائیٹ کرنا ہے. اب میں ڈاکٹر بن کر آ گئی ہوں اور بہت جلد "وِش ہاسپٹل" کی اوپننگ کرنے والی ہوں .

بالکل. بیٹا ہم گھر میں بہت بڑی پارٹی کرینگے .

اوکے مام. میں تھوڑا آرام کر لوں, پھر بات کرینگے .

****

امی جان, اللہ کے فضل سے میں بہت ہی اچھے سے ہوں .

فون کان میں لگائے. بلیو ٹراؤزر اور وائٹ ٹی شرٹ پہنے وہ بیڈ پر ترچھا لیٹا اپنی امی سے گفتگو کر رہا تھا .

امی جان. نوکری کا مت پوچھیئے . پہلے تو لگا ملے گی ہی نہیں مگر ....

کیا مگر......امی کی آواز اُس کے کانوں سے ٹکرائی .

امی اللہ نے ہماری سُن لی ہے". وِش اینڈ سٹریز" میں میرا سلیکشن ہو گیا ہے. اب دُعا کیجئیے اگر دو تین مہینے میرا کام اچھّا رہا تو وہ لوگ مجھے پرمانینٹ رکھ لینگے ساتھ میں گھر، گاڑی سب ملے گا .

اِنشاءاللہ بیٹے تو کر دِکھائے گا. میری دُعائیں ہمیشہ تیرے ساتھ ہے. چل خداحافظ کہہ کر اُنھوں نے فون رکھ دیا .

فون رکھ کر وہ چھت کو گھُورتے ہوئے سوچنے لگا کی کس طرح وہ اِس مقام تک پہنچا ہے .

وہ جو گاؤں سے ٹرین میں سوار ہو چکا تھا. سامنے سیٹ پر ایک خوش باش فیملی براجمان تھی. خوش گپیوں میں مصروف اُسے اُداس دیکھ کر اُن لوگوں نے اُس سے گفتگو کا سلسلہ شروع کیا. باتوں باتوں میں پھر اُس نے سب کچھ بتادیا کی کس طرح اور کس وجہ سے وہ یہاں آیا ہے .

وہ فراز خان اور رخسانہ بیگم کا اکلوتا بیٹا ضیاء تھا. دو بڑی شادی شدہ بہنیں سحر اور ثناء اور دو اُس سے چھوٹی حِنا اور ملیحہ تھی. دونوں بڑی بہنوں کی شادیوں کے بعد ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں فراز صاحب دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑے نہ ہو سکے. ڈاکٹر کا کہنا تھا

آپریشن سے وہ ٹھیک ہو سکتے ہیں مگر پیسے کی کمی کی وجہ سے وہ آپریشن نہ کروا سکے. اُن کی بیگم رخسانہ صرف آنسو بہاتی رہتی تو ضیاء اُنھیں تسلّی دیتا کہ انشاءاللہ بہت جلد وہ خوب پیسہ جمع کرے گا اور علاج بھی کروائے گا. اِسی چکّر میں وہ گھن چکّر بنا ہوا تھا. اُس نے انجنیرئینگ کی ہوئی تھی. اب حال ہی میں کراچی جانے کا سوچ رہا تھا. اُس نے طے کیا تھا کی جب اُس کو اچھی نوکری مل جائیگی اور وہ سیٹ ہو جائے گا تو گھر والوں کو بھی گاؤں سے بُلا لیگا . یہ سب بتاتے ہوئے اُس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چُکا تھا .

ارے بیٹا. دل مت چھوٹا کرو . اللہ بہت بڑا مہربان اور مدد کرنے والا ہے. فیروز صاحب نے اُسے تسلّی دِلائی .

ویسے رہنے کی بالکل فکر مت کرو. ہمارا کراچی میں بہت بڑا گھر ہے اور نوکری بھی انشاءاللہ مل ہی جائے گی. ہمارے پڑوس میں ایک بہت امیر آدمی رہتے ہیں اور وہ بہت ہی نیک ہیں اُنھیں پیسوں کا ذرا گھمنڈ بھی نہیں ہے. اکلوتی بیٹی ہے اُن کی. بہت اچھے تعلقات ہیں ہمارے اُن سے, ہم اُن سے بات کرینگے شاید وہ تمہیں نوکری دے دیں .

"نہیں. "اُس نے ہاتھ اُٹھا دیا. آپ کو سفارش کرنے کی ضرورت نہیں انکل. میں

جاب خود اپنی قابلیت پر ڈھونڈوں گا. مل گئی تو ٹھیک, نہیں ملی توانتظار کرونگااور تلاش کرتے رہونگاجب وقت آئے گا تو اللہ مجھے اُس وقت ہی جاب دِلا دے گا.

وہ لوگ بہت ہی اچھے تھے چٹ اسے گھر میں رہنے کی آفر دے دی. اُس نے سوچا جب گھر ہو جائے گا تب الگ ہو جائے گا . اُن کے پیار و خلوص کی وجہ سے وہ منع نہ کر سکا تھا ساتھ رہنے پر .

آج وہ ایک حسین سے گھر میں تھا" . شہروزوِلا "اُن کا صرف ایک بیٹا شہروزاور ایک بیٹی عظمٰی تھی. دونوں بچّے بھی اُن کی طرح محبّت کرنے والے تھے اور اُس سے بالکل بھائی اور بہن کی طرح پیار کرتے تھے .

سب کے منع کرنے کے باوجود اُس نے جوڑ گانٹھ کر کے ایک سائیکل خرید لی تھی. گھر میں دو گاڑیاں تھی. ایک شہروز کی اور ایک گھر پر رہتی تھی. فیروز صاحب ریٹائر ہو چکے تھے اور شہروز ڈاکٹر تھا. خود کا اسپتال اُس نے بنوایا تھا" . شہری ہاسپٹل "جو خاصا مشہور تھا .

کھٹ کھٹ........دروازہ بج اُٹھا .

بیٹاتم اندر رہو ۔

اچانک آنٹی کی آواز پر وہ اپنے خیالوں سے باہر نکل آیا ۔

آیئے آنٹی ۔

بیٹامعذرت, میں نے تمہیں ڈسٹرب تو نہیں کیا.

یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ ۔

اُس نے آگے بڑھتے ہوئے جمیلہ آنٹی کا ہاتھ پکڑ کر کہا ۔

وہ بیٹاپڑوس میں دعوت ہے اُن کی بیٹی حال ہی میں امریکہ سے لوٹی ہے اور ایک اسپتال
کا آج ہی افتتاح کی ہے اُس کے سلسلے میں پارٹی ہے ۔

تم چلو گے نا؟

"ہاں, کیوں نہیں, "آپ نے اتنے پیار سے کہا اور میں نہ جاؤں ۔

ویسے آنٹی. پڑوس میں کون صاحب رہتے ہیں ؟

ارے ہاں. تم نے تو میری بات نہیں سُنی تھی وہ وہی ہیں, جن کے متعلق ہم نے ٹرین

میں تم سے ذکر کیا تھا اور تم نے اُن کی مدد لینے سے منع کر دیا تھا .

آنٹی اصل میں, میں آپ پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا تھا. خیر سوری اگر آپ میری

وجہ ....

"بس تم چُپ ہی رہو" . مجھے پتا ہے تم بہت ہی خوددار ہو اور تم کو کچھ اور کہنے کی

ضرورت نہیں ہے .

خیر شام کو تیار رہنا .

"ٹھیک". وہ کہہ کر چلی گئ .

****

وِش جو پارٹی میں اتنا خوش تھی اپنی فرینڈز کے ساتھ, اُس پر نظر پڑتے ہی جیسے اُسکے قدم زمین میں جم گئے اور اُسکی سنہری آنکھیں چمک اُٹھی مگر اِس سے پہلے کی وہ اُس تک پہنچتی وہ جا چکا تھا. پھر اُس کا دل پارٹی میں نہ لگ سکا. نازیہ نے کتنی دفعہ, وِش سے جاننا چاہا کی کیا بات ہے کیونکہ وہ اُس کا چہرہ پڑھ لیا کرتی تھی اور اِس کو یقین تھا کی, کوئی بات ہے جو وہ چھُپا رہی ہے. جب لاکھ پوچھنے پر بھی وِش نہ بولی تو وہ خاموش ہو گئ. اُسے پتا

تھا کی بعد میں وہ خود ہی اُسے آ کر بتا دے گی .

پوری پارٹی میں وِش بوکھلائی پھرتی رہی مگر وہ دوبارہ کہیں نظر نہیں آیا. سخت آف موڈ میں وہ کمرے میں آئی. سب چیزیں یونہی پھینک کر وہ اپنے بستر پر گر گئی اور اُسے سوچتے ہوئے نیند کی وادیوں میں اُتر گئی.

****

ضیاء جو پارٹی میں صرف آنٹی کے کہنے پر گیا تھا. وہاں جا کر اُس پری پیکر کو دیکھ کر بُت بن گیا. وہ ایسا تو نہیں تھا, مگر کچھ تھا اِس لڑکی میں جو اپنی طرف اُسے کھینچ رہا تھا. بلیک گاؤن پہنے, جس پر موتیوں اور وائٹ ڈائمنڈ کے کام تھے, بالوں کو کھلا رکھا ہوا تھا اور اُس پر اُسکی سنہری آنکھیں جو جگمگا رہی تھی ساتھ چیونگم چبانے والا اُس کا مشغولہ .

ضیاء کو لگا کی اُس نے اِس لڑکی کو پہلے کبھی دیکھا ہے. زیادہ زور نہیں دینا پڑا اُسے اپنے دماغ پر وہ ٹکراؤ اُسے یاد آ ہی گیا. ابھی وہ اُس پری پیکر کے خیال میں محو تھا کہ جب تک شہروز نے ایک دھماکہ کر دیا .

اِن سے ملو یہ ہیں سلطان خان اور وہ اُن کی ڈاکٹر بیٹی وِش. اُس نے ہاتھ سے آگے اشارہ

کیاجواپنے دوستوں میں مگن تھی ۔

ہیلو...... شہروز کی آواز پر, سلطان صاحب اچانک مڑے اور جواباًہیلو کہتے ہوئے رُک گئے ۔

ارے ضیاء تم یہاں پر. کیسے ہو بیٹا؟

کام میں دشواری تو نہیں ہو رہی ہے ۔

الحمداللہ ٹھیک ہوں اور کام بھی ٹھیک چل رہا ہے. ضیاء نے احتراماً جواب دیا ۔

آپ ضیاء کو جانتے ہیں. شہروز پوچھ بیٹھا ۔

ہاں. یہ ابھی جلد ہی میرے آفس میں جوائن ہوا ہے. اوکے انجوائے کرو پارٹی کو وہ کہتے ہوئے مُسکرا کر آگے بڑھ گئے ۔

ضیاء کے دل پر بہت بوجھ بڑھ گیا. اب وہ اُس پری پیکر کا خیال اپنے دل سے نکال دے گا. کہاں وہ کہاں میں. کیا میں اُسے یہ زندگی دے پاؤنگا؟ وہ اپنے آپ سے ہی سوال کر بیٹھا ۔

"نہیں" . دل سے فوراًجواب آیا اور ساتھ ہی اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا ۔

اُس نے اِسی وقت ارادہ کر لیا کی وہ باس کی بیٹی کا خیال اپنے دل سے نکال دے گا. مگر وہ ایسا کر نہیں سکا. بار بار چیو نگم چباتی وہ نظروں کے سامنے آ جاتی.

دل کی ویران زمین پر محبّت کے جو چند پھول کھلِے تھے وہ مرُجھاتے ہوئے نظر آنے لگے .

یا خدا میری مدد کر. میں کیا کروں ؟

میرے حال پر رحم کر, وہ اپنے رب سے محو گفتگو تھا. مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا .

****

وِش اپنے معمول کے مطابق ہاسپٹل سے فارغ ہو کر کار میں بیٹھ چکی تھی اور ایک اُمید پر اپنی کار کو اُس راستے پر دوڑانے لگی جہاں وہ اُسے پہلی بار نظر آیا تھا. یہ اِس کا روز کا معمول ہو گیا تھا . فارغ ہوتے ہی اُسے ڈھونڈنے نکل جاتی. جب سے پارٹی میں اُسے دیکھا تھا وہ اور بے چین ہو گئی تھی .

چھَن گرج کے ساتھ اچانک زوردار بارش شروع ہو گئی. وہ چیو نگم چباتی ریڈ ٹی شرٹ

پر بلیو جِنس اور جیکٹ پہنے بارش کی وجہ سے کافی مشکل سے کار ڈرائیو کر رہی تھی.
آنکھوں پر وہی بلیک چشمہ پہنا ہوا تھا .

اچانک سامنے کورنر پر اُسے وہ نظر آیا.اُسے لگا کی اُس کی آنکھوں کو دھوکا ہوا ہے.پر وہ وہی سائیکل اور وہی لڑکا تھا جو بارش میں پورا بھیگ چکا تھا.شاید سائیکل خراب ہو گئ تھی جسکی وجہ سے وہ روڈ پر بیٹھا اُس کے معائنے میں مصروف تھا .

وِش نے کار اُس کے قریب لا کر روک دی.شیشہ نیچے کر کے وہ اُس سے مخاطب ہوئی .

"سُنیں".

جی.کہہ کر وہ پلٹا .

شٹ.....یہ پھر نظر آ گئ .خوبصورت چہرے پر شکنیں اُبھر گئ .

کیوں آخر کیوں؟وہ خود سے مخاطب تھا .

ہیلو.میں آپ کی کچھ مدد کر سکتی ہوں .

نہ......نہیں,میں ٹھیک ہوں.وہ دھیرے سے بولا .

ارے ٹھیک کیسے ہو. وہ کہتی ہوئی کار سے باہر نکل آئی .

آپ بھیگ جاو گی. باہر کیوں آگئی. وہ احتراماً بولا .

خیر بھیگ تو آپ بھی رہے ہیں . وہ دوبدو بولی .

مگر ایک اجنبی کیلیئے اتنی مشکل اُٹھانا.اُس نے آئی برو اُٹھا کر وِش سے کہا .

"آپ اجنبی نہیں" .چیونگم چبانا روک کر وہ کہہ اُٹھی .

کیسے ؟میں آپ کو جانتا تک نہیں .

جھوٹ.....آپ کا چہرہ کہہ رہا ہے کی آپ مجھے جانتے ہیں.وِش نے اُس کی آنکھوں میں جھانک کر کہا .

ضیاء سٹپٹا گیا.ایسی کوئی بات نہیں,بس آپ کو باس کی پارٹی میں دیکھا تھا.آپ باس کی بیٹی ہیں اتنا جانتا ہوں .

ارے واہ......تم میرے ڈیڈی کے آفس میں کام کرتے ہو .

"ہاں" .

تب تو ہم بہت جلد دوست بن جائینگے ۔

"وہ کیسے" ۔ وہ پوچھ بیٹھا ۔

ایسے......یہ کہہ کر وہ آگے بڑھی ۔

"پلیز جلدی چلیے" ۔ اب اپنے باس کی بیٹی کی فکر کریئے۔اگر میں بیمار پڑ گئی تو۔اُس نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا ۔

اوہ.....ویسے آپ بلیک میل اچھّا کر لیتی ہیں۔یہ کہہ کر وہ کار میں بیٹھ گیا ۔

اُس کے بیٹھتے ہی وِش نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی اور چشمہ نکال کر ٹیشو سے پوچھنے لگی۔

ضیاء اُسے دیکھتا رہ گیا ۔اگر یہ باس کی بیٹی نہ ہوتی تو وہ خود اُس کے قریب جانے کی کوشش کرتا بلکہ سید حامی کو اُس کے گھر بھیج دیتا مگر ......

"ارے کہاں پر جانا ہے"۔کچھ بتایئے تو۔اچانک وِش کی آواز پر اُسکی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا ۔

وہ......جہاں آپ جا رہی ہیں وہی جانا ہے۔وہ گڑبڑاتے ہوئے بولا ۔

مگر......میں تو اپنے گھر جا رہی تھی .

ہاں. وہی لے کر چلیئے. وہ بولا .

کیا تم میرے گھر چل رہے ہو؟

مجھے بہت خوشی ہو گی, یہ کہہ کر وہ مُسکرا اُٹھی .

ٹھیک جلدی چلیے. وہ کہہ اُٹھا .

بارش رُک چکی تھی اور گھر بھی آ گیا تھا وہ فوراً اُتر پڑی اور دل میں خوش ہوتے ہوئے سوچنے لگی کی, میں ڈیڈی سے اِس کے بارے میں ضرور بات کرونگی. جب وہ سوچوں سے فارغ ہوئی تو وہ کہی بھی نہیں تھا .نہ کار میں, نہ گھر کی طرف .

ارے وہ کہاں گیا؟ وِش پریشانی سے گھر میں داخل ہو گئی مگر وہ گھر میں بھی نہیں آیا تھا .

آخر وہ گیا کہاں؟

وہ سوچتے ہوئے اپنے بیڈروم میں داخل ہو کر غصّے میں سارا سامان چشمہ, پرس, سینڈل وغیرہ پھینک کر, بیڈ پر اوندھے منہ گر کر رونے لگی .

کتنی مشکل سے وہ دستیاب ہوا تھا. اب اتنے بڑے آفس میں کیسے ڈھونڈوں گی اُسے.

نام بھی نہیں پوچھی تھی ۔

شٹ۔.....وہ بیڈ پر مکّے مارنے لگی, سنہری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے. تم نے میرے ساتھ اچھّا نہیں کیا, ایکس ۔وائے. زیڈ. میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑونگی, یاد رکھنا. وہ خیالوں میں اُس سے مخاطب تھی ۔

****

"وِش".

"یس ڈیڈ" ۔کہیے کیا بات ہے ۔

وہ جو اسپتال جانے کیلئے تیار کھڑی تھی ہمیشہ کی طرح تروتازہ پونی ٹیل اور چیونگم اُس کی ذات کا خاصا تھا. ہمیشہ بالوں میں پونی ٹیل اور منہ میں چیونگم. وہ ببل بناتے ہوئے بولی ۔

وہ بیٹا. ذرا شہروز سے مل لو. شاید اُسے تمہاری ضرورت ہے ۔

ٹھیک ہے ڈیڈی. اُسنے کندھے اُچکاتے ہوئے کہا ۔

ویسے بیٹا تمہارے حلیے سے لگتا ہی نہیں کی تم ایک ڈاکٹر ہو. ہر وقت بچّوں کی طرح

چیونگم چبانا اور کار دوڑانا وغیرہ۔ وہ ہنس کر کہہ بیٹھے ۔

جایئے کٹّی آپ سے .... وہ منہ بناتی اپنی کانی انگلی کو دِکھاتے ہوئے بولی ۔

ارے.....رے......ہم تو مذاق کر رہے تھے۔ خیر جاؤ شہروز سے جا کر مل لو۔ بہت ضروری کام ہے اُسے تم سے ۔

ٹھیک ڈیڈ......اِس ٹائم معاف کر دی آپ کو۔ وہ بھی سلطان صاحب کے مذاق کو سمجھتے ہوئے ہنس کر بولی ۔

اب جلدی جاؤ ۔

ٹھیک ڈیڈی۔ مل کر وہی سے ہاسپٹل چلی جاؤں گی۔ خدا حافظ۔ کہہ کر وہ کھٹ کھٹ کرتی چلی گئی ۔

****

"ہائے شہروز"۔ وہ اُسے لان میں ہی پریشان بیٹھا نظر آ گیا ۔

ارے اچھّا ہوا وِش تم جو آگئی۔ وہ بولا ۔

کیوں کیا ہوا؟ وِش نے آئی برو اُچکاتے ہوئے پوچھا ۔

وہ دراصل میرے پاس رات کو ایک پیشنٹ آیا ہے اُس کا آپریشن کرنا ہے مگر.....

مجھے سپورٹ کیلئے قابل ڈاکٹرز کی ضرورت ہیں. اسپتال میں بہت سے ڈاکٹرز لیو پر

ہیں .

سو.....میں تم سے ...... کہہ رہا تھا کی.....میری مدد کردو. وہ اٹک اٹک کر بولا .

"ارے.....کیوں نہیں" . اتنا ڈر کیوں رہے ہو مجھ سے. وہ بولی .

اصل میں میرے ہاسپٹل میں کرنا ہے. شہروز بولا .

تواِس میں کیا ہوا. میں کام یہاں کروں یا وہاں شعبہ میرا خدمت کرنا ہے" . سو میں تیار

ہوں" . اُس نے بل کو پھُگاتے ہوئے کہا اور مُسکرا دی .

تبھی اُسکی نظر ٹیرس پر پڑی وہ وہی تھا. کافی بِکھرا ہوا لگ رہا تھا. چہرے پر تھکاوٹ کے

ساتھ ساتھ حلیہ بھی کافی بگڑا ہوا تھا .

وِش کے ہنستے ہوئے ہونٹ سِکوڑ گئے .

ارے وِش. کیا ہوا؟ شہروز نے حیرت سے پوچھا .

"یہ لڑکا کون ہے شہروز؟" وِش نے اوپر اشارہ کیا .

"ارے یہ بہت ہی پیارا لڑکا ہے" . سمجھو میرا بھائی ہے اُس نے ضیاء کے بارے میں وِش کو سب بتا دیا اور ہاں .اُس کے والد کا ہی تو آپریشن کرنا ہے .جو ہاسپٹل میں کل رات سے ایڈمیٹ ہے .

اوہ......ایسا کیا .وِش نے اوہ کو کافی کھینچ کر کہا .

ٹھیک ہے کچھ دِنوں کیلیئے میں تمہارے ہاسپٹل میں آ جاتی ہوں .

شکریہ یار .وہ فوراً بولا .

اِس میں شکریہ کی کیا بات .وِش نے مکاوِ دکھاتے ہوئے پیار سے کہا .

"ٹھیک ہے میری ماں".

شہروز نے اُسکے مُکّے سے بچنے کی ایکٹینگ کرتے ہوئے کہا .

سُنو .اپنے چند مریضوں سمیت آؤنگی .

ٹھیک ہے بابا.....اُس نے وِش کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے .کوئی وِش سے جیتا تھا جو وہ جیت پاتا .

****

ضیاء مستقل کوریڈور کے چکّر کاٹ رہا تھا اندر آپریشن شروع ہو چکا تھا. رخسانہ بیگم اور دونوں بیٹیوں سمیت جمیلہ آنٹی بھی دُعا میں مشغول تھی .

تب ہی دروازہ کھلا اور اندر سے ڈاکٹر شہروز سمیت وہ بھی اُسے نظر آئی. مگر باپ کی بیماری کی وجہ سے وہ اُسے نظر انداز کر گیا. کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اُسے دیکھتا ہی رہ جاتا, جو آج سچّ میں ایک ڈاکٹر کر روپ میں سامنے موجود تھی .

بلو کُرتی پر بلیک جِنس اور اپرون پہنے, گلے میں آلہ ڈالے, براؤن بالوں کی پونی ٹیل کو بار بار ہلاتی ہوئی, آنکھوں اور ہونٹوں کو سِکوڑتی, چیونگم چباتی وہ شہروز سے باتوں میں محو تھی. شاید اُس کے والد ہی موضوع گفتگو تھے .

"کیا ہوا ابّا کا". شہروز کے قریب جا کر وہ گھبراتے ہوئے پوچھنے لگا .

"ارے ریلیکس رہو یار" . کچھ نہیں ہوا انکل کو. بس وقت پر لے آئے شکر ہے خدا کا جس نے اُنھیں بچا لیا . اب بس اُنھیں ضرورت ہے محبّت اور چاہت کی اٹیک آیا تھا اُنھیں. خیر اب تم لوگ صرف اُن کی دل آزردگی کی باتیں مت کرنا. اُنھیں اسٹریس نہیں لینا ہے. شہروز نے تسلّی دِلاتے ہوئے کہا .

"ٹھیک ہے" ۔ضیاء نے دھیرے سے کہا ۔

وہ دونوں آگے بڑھ گئے اور اُن کا پورا گھرانا خوش ہو گیا کی خدا نے اُن کی زندگی بخش دی ہے۔

حِنا اور ملیحہ بھائی سے لِپٹ کر رو پڑی مگر یہ آنسو خوشی کے تھے ۔

****

بیٹا تمہارا کام کیسا چل رہا ہے ؟ کیا ہوا اُس کیس کا ؟

الحمدُ للہ ڈیڈی ۔سب ٹھیک سے ہو گیا ۔بس اب تھوڑی محنت ہمیں اُن کے اوپر کرنی پڑیگی ۔

ڈیڈی ویسے آپ بھی اُن سے چل کر مل لیتے وہ ضیاء کے فادر ہے ۔

ہائے.....ضیاء کے فادر ..... تم اُسے کیسے جانتی ہو ؟

سلطان صاحب نے نا سمجھی سے پوچھا ۔

ڈیڈی.....آف کورس شہروز نے بتایا ۔وہ آنکھیں مٹکا کر بولی ۔

اچھّااس لیے وہ آفس نہیں آرہا تھاکچھ دِنوں سے. میں اُسے پرمانینٹ رکھنا چاہتا تھا مگر وہ نظر ہی نہیں آیا . خیر چلو مل آؤنگا کسی دِن .

آپ کی مرضی ڈیڈی ویسے میں اب چلی .

بیٹھو بیٹا. ذرا یہ بتادو کہ شادی کب کرو گی .

بہت جلد ڈیڈی آپ فکر مت کیجیئے . آنکھوں کے سامنے ضیاء کا سراپالہرایا .

یہ کیا؟ تم نے ہمیں بتایا بھی نہیں .

کون ہے وہ؟ سلطان صاحب بے چینی سے پوچھ بیٹھے .

"کول ڈاؤن ڈیڈ" . ابھی ایسی بات نہیں ہے .

پر مجھے لگ رہاہے. وہ مُسکراتے ہوئے بولے .

مجھے دیر ہو رہی ہے ڈیڈ کبھی اور ہو گی اِس ٹاپک پر بات. خدا حافظ کہہ کر وہ کھٹ کھٹ کرتی چلی گئی .

سلطان صاحب خوش ہو گئے کیونکہ وِش شادی کیلیئے راضی ہو گئی تھی اور یہ بہت ہی بڑی بات تھی اُن کیلیئے .

****

کئی ہفتوں سے محنت جاری تھی وہ جو ضیاء کے ڈیڈی کی فکر کر رہی تھی کبھی ایکسر سائز کرواتی تو کبھی باتوں سے بہلاتی کچھ تو تھا اُن کے اور اُس کے درمیان جو وہ جان نہیں پا رہی تھی شاید کوئی کشش تھی . فراز خان سمیت اُن کی بیٹیاں اور بیوی بھی وِش سے خاصی متاثر ہوئے تھے .

وہ نازک سی لڑکی جو بہت پیاری تھی اُس سے زیادہ اُسکا دِل پیارا تھا. جو اتنا کیئر کر رہی تھی اُن کے شوہر کا .

رخسانہ بیگم مستقل اُسے سوچے جا رہی تھی .

تبھی وِش اندر داخل ہوئی .

ہیلو آنٹی اینڈ انکل ہاؤ آر یو؟

فائن ڈاکٹر. اگر آپ جیسے اور ڈاکٹر ہو تو سب مریض بیغر دوا کے ہی ٹھیک ہو جائے .

آنٹی آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں. وہ شرماتے ہوئے بولی. شرمانے سے رُخسار سُرخ پڑ گئے, گوری رنگت میں سُرخی شامل ہو گئی اور چیونگم چبانا نہ بھولی ہمیشہ کی طرح .

خیر انکل انشاءاللہ اب آپ آج یا کل میں ڈسچارج ہو جائینگے ۔

"ضرور کیوں نہیں" ۔ رخسانہ بیگم خوش ہوتے ہوئے بولی ۔

ویسے بیٹا تم کتنے بھائی بہن ہو؟ وہ پوچھ بیٹھی ۔

"ایک ۔"وہ بھی"میں ۔"اُس نے اپنی طرف انگلی دِیکھائی اور زور سے ہنس پڑی ۔

اندر داخل ہوتا ہوا ضیاء اُس کی ہنسی میں گُم ہو گیا ۔

وِش کے ہنسنے پر اُسکے گالوں پر ڈمپل نمودار ہو گیا تھا اور آنکھوں میں پانی نظر آنے لگا تھا ۔

ٹھیک آنٹی اب میں چلی ۔ پھر اب گھر آؤنگی آ پکے ۔ آپ کو معلوم ہیں آنٹی میں آپ کے پڑوس میں ہی رہتی ہوں ۔

"ہاں" ۔ اصل میں ضیاء نے ابھی گھر نہیں لیا ہے ۔ رخسانہ بیگم شرمندہ ہوتے ہوئے بولی ۔

تو کیا ہوا آنٹی ..... شہروز کو اپنا بیٹا ہی سمجھیئے ۔

"ہاں" ۔ بہت ہی پیارا بچّہ ہے ۔ سچّ میں آج کے دور میں کہا ایسے لوگ ملتے ہیں ۔ رخسانہ

بیگم نے دھیرے سے کہا.

"جی آنٹی" . وہ بھی رخسانہ بیگم کی بات سے متفق ہوئی .

اوکے آنٹی خدا حافظ . کہہ کر وہ ہاتھ ہلاتی ہوئی چلی گئی .

ضیاء کی نظروں نے اُس پری پیکر کا دور تک پیچھا کیا تھا .

****

وِش کے جانے کے بعد ضیاء بھی اُس کے روم میں چلا آیا. سوچا شکریہ ادا کر دوں. مگر ہمیشہ سوچا ہوا سچ نہیں ہوتا بلکہ اُس کا اُلٹ بھی ہو جاتا ہے .

وہ فون کان میں لگائے کہہ تھی. ڈیڈی آپ فکر مت کیجیئے. میں ضیاء کو حاصل کرونگی کسی بھی طرح, چاہے وہ کتنا بھی خوددار کیوں نہ ہو اُسے گھر تو لینا ہی پڑے گا. آپ اُسے گھر تو دینے والے ہیں اور اگر نہ دیتے تو ....

اچانک ضیاء نے فون اُس کے ہاتھ سے چھین کر دیوار پر دِے مارا .

اِس اچانک حملے پر وہ گھبرا اُٹھی .

"یہ کیا بدتمیزی ہے" . وہ بگڑ کر بولی .

تم یہ باس سے کیا کہہ رہی تھی. تم مجھے حاصل کر لو گی. اسلئیے تم نے میرے ڈیڈی کی مدد کی. ہاں اور گھر دِلواؤ گی مجھے...... گھر ....

مگر سُن لو" میں" . مہوش خان" ......میں......"تمہارے ہاتھوں کا کھلونا نہیں بنو گا. وہ غصّے سے کہہ رہا تھا .

ارے بغیر پوری بات سُنیں . آپ بولے چلے جا رہے ہیں .

"میں تو آپ سے سچّ میں محبّت کرتی ہوں اور شادی کرنا چاہتی ہوں". یہی بات ڈیڈی سے کہہ رہی تھی .

اور گھر.... وہ بیچ میں بولا .

اسٹاپ اِٹ. وہ تو ڈیڈی مجھ سے کہہ رہے تھے کی, میں کیسے رہ پاو نگی. تو میں نے کہا ......

تو تم نے کہا کی مجھے تم گھر دِلوادو گی خیرات میں. ہے نا... وہ بیچ میں ہی غرّایا .

"پر میں خیرات نہیں لیتا مہوش خان........"سُنا تم نے.....اور میں تمہیں بہت ہی اچھی لڑکی سمجھ رہا تھا جو امریکہ جیسے شہر سے لوٹ کر بھی اتنی پاکیزہ اور صاف تھی.

مگر مجھے لگتا ہے میں غلط تھا. تمہارے ارادے اچھے نہیں لگتے .

"تم مجھے ایسا سمجھتے ہو". میں نے تمہیں پہلے دِن سے چاہا. تمہاری تلاش کی اور تم نے مجھے ایسی ویسی لڑکی کہا .

"اب دیکھنا تم". میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں اور کر کے رہونگی.

"میں بھی دیکھتا ہوں کیسے ؟"وہ اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا .

تم اتنی گری ہوئی ہو چہ چہ چہ.......کی مجھے پانے کیلیۓ میری عزّت, میری انا کو روندنا چاہتی ہو. مجھے اپنے قدموں میں رکھنا چاہتی ہو. باپ سے گھر دِلوا کر چاہتی ہو کی میں تمہارے قدموں میں بیٹھ جاؤں......مگر نہیں.....کبھی نہیں. تم جیسی گری ہوئی لڑکی سے بات کرنا میں اپنی توہین سمجھتا ہوں یہ کہہ کر وہ رُکا نہیں تھا. غصّے سے چلا گیا. پیچھے کھڑی رخسانہ بیگم نے ساری باتیں سُن لی تھی .

گری ہوئی......گری ہوئی لڑکی......یہ الفاظ وِش کو اپنے اوپر کوڑے برساتے ہوۓ لگ رہے تھے .

غلطی کیا تھی میری؟.......یہی محبّت......کی میں نے اُس سے اتنی محبّت کی......

لیکن نہیں اُس نے تو ایک پل میں میری انا، میری عزّت، میری محبّت سب کے پر خچّے اُڑا دیئے۔ میں نے کہا کیا تھا، یہی نا کی ڈیڈی گھر دینگے۔ تو کیا غلط کہا تھا۔ آفس کی طرف سے اچھے عہدے پر پہنچنے پر اُس سے گھر اور کار دینے کی بابت بات تو کی گئی تھی....... اور نہ بھی دیتے تو میں اپنی محبّت کے ساتھ کسی بھی حال میں رہنے کیلئے تیار تھی۔ یہی بات تو ڈیڈی کو سمجھانے والی تھی کی.......وہ اپنے آپ سے ہی سوال جواب کرنے لگی۔ اپنی محبّت کی توہین اُس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی اِس سے پہلے کی وہ چکرا کر گرتی رخسانہ بیگم نے اُسے تھام لیا۔

بیٹا میں اُسے سمجھاؤنگی مجھے پتا ہے اُسے غلط فہمی ہوئی ہے تم ایسی نہیں ہو۔

آنٹی آپ مجھے چھوڑ دیجیئے"۔ میں بہت بُری اور گری ہوئی ہوں"۔ ضیاء کہہ رہا تھا میں بہت ہی.......بُر.......ی.......یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئی اور غصّے سے رش ڈرائیونگ کرتی ہوئی گھر کے قریب پہنچی ہی تھی کہ سامنے سے آتے ٹرالے سے ٹکرا گئی۔ ایک زوردار چیخ پوری فضا میں گونج اُٹھی۔

****

دِل پر بوجھ رکھے رخسانہ بیگم اپنے بیٹے، بیٹیوں اور شوہر سمیت گھر میں داخل ہوئی۔

اُنھوں نے ضیاء کو بہت ڈانٹا اور سمجھایا مگر وہ ایک نہ مانا ۔

"آپ لوگ آ گئے ۔اچھّا ہوا. طبیعت ٹھیک ہو گئی انکل آپ کی". عظمٰی جو صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی اُن سب کو گھر میں آتے ہوئے دیکھ کر کہا ۔

"جی ٹھیک ہیں". رخسانہ بیگم نے دھیرے سے کہا. وہ لوگ باتوں میں مصروف تھے کی سلطان صاحب نے اندر داخل ہوتے ہوئے مشترکہ سلام کیا ۔

وعلیکم اسلام انکل. عظمٰی آگے بڑھی اور ساتھ ہی سب سے تعارف کروانا شروع کیا ۔

اِن سے ملیے انکل یہ ہمارے ضیاء بھائی کے والدین ہیں. عظمٰی نے دونوں کی طرف اشارہ کیا ۔

ہیلو. وہ جو نہی ضیاء کے والد کے سامنے آئے چونک کر رُک گئے. پھر چہرے پر اچانک خوشی چھا گئی وہ کچھ لمحے تو بول ہی نہ سکے ۔

تبھی رخسانہ بیگم نے سلطان صاحب کی طرف دیکھا اور کہا" . سلطان تم.......یہ تم ...... ہی ہو نا".

"ہاں". میرے بھیّا اور بھابھی میں ہی ہوں. مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا کی

اتنے برسوں بعد میں آپ دونوں کو دیکھ رہا ہوں. وہ خوشی سے فراز صاحب کے گلے لگ گئے .

آپ کو پتا ہیں بھیّا. کچھ دِن پہلے میں گاؤں گیا تھا مگر آپ کا گھر بند تھا. میں مایوس لوٹ آیا کی شاید اب ہم کبھی نہ مل پائینگے. مگر خدا کا کرشمہ دیکھو. آپ ہمارے پڑوس میں تھے اور ہم آپ کو دیکھ نہ پائے. یہاں تک کی ضیاء کو بھی پہچان نا پایا. یہ میری آفس میں کام کرتا ہے .

"چلئیے اب اپنے گھر چلئیے". بہت ترسا ہوں میں آپ لوگوں کیلئے. سلطانہ بھی خوش ہو جائیگی. آپ لوگوں کو اچانک دیکھ کر .

اچھّا ہماری بیٹی کیسی ہے ؟ کہاں ہے؟ فراز صاحب نے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے .

ارے بھائی جان. آپ اُس سے مِل چکے ہیں. وِش نے ہی تو آپ کا آپریشن شہروز کے ساتھ مِل کر کیا تھا .

"کیا" ! وِش تمھاری بیٹی ہے. قسم سے یار بہت ہی پیاری ہے. ایسی بیٹیاں خدا سب کو عطا کریں. فراز صاحب نے کہا .

رخسانہ بیگم کا دِل اور افسردہ ہو گیا.اُن کے بیٹے نے وِش کے ساتھ اچھّا نہیں کیا تھا.وہ دِل میں سوچ کر رہ گئی .

اچانک سلطان صاحب کا فون بج اُٹھا .

ہیلو.دوسری جانب سے ملنے والی خبر نے اُنھیں چکرا کر زمین بوس ہونے پر مجبور کر دیا .

سب دوڑ کر اُن کے قریب پہنچ گئے .

تب عظمیٰ نے فون کان سے لگا لیا .

کیا ....

اُسکے ہاتھ سے فون چھوٹ کر گر گیا.وہ.......وِش......باجی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا .

"کیا؟"اتنا کہنے کی دیر تھی کہ ضیاء صدمے سے چِلا اُٹھا .

یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے .میں نے ہی اُسے بُرا بھلا کہا تھا وہ سب بتاتے چلا گیا.
کچھ بھی ہو وہ اُسکی پہلی محبّت تھی اور شاید......اُس نے سچّ میں وِش کے ساتھ زیادتی کر دی تھی.وہ خود کو کوسنے لگا .اُسکے چہرے پر اذیت ہی اذیت تھی.کوئی دھیان سے

دیکھتا تو سمجھتا کی اِس انسان کے اوپر جیسے غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو. ایک پل میں ہی وہ ایک ہارے ہوئے جُواری کی طرح لگنے لگا جس کی ساری جمع پونجی اُس سے چھین لی گئی ہو. اگر اُسے کچھ ہو گیا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤنگا .

جمیلہ آنٹی نے اُس کے نزدیک آتے ہوئے کہا .

تم نے وِش پر شک بھی کیسے کیا. اُس جیسی لڑکی تو ہر لڑکے کی آئیڈیل ہو گی. میں تو خود اُسے بنانا چاہتی ہوں. اگر اُسے کچھ ہو گیا تو......میں......تمہیں کبھی معاف نہیں کرونگی .

پلیز ایسے مت کہیے. میں خود بہت پریشان اور شرمندہ ہوں آنٹی. وہ شرمندگی سے بولا .

"تم سے یہ اُمید نہیں تھی مجھے". یہ کہہ کر وہ چلی گئی .

****

وِش کافی بہتر ہو گئی تھی حالانکہ کافی چوٹیں لگی تھی. مگر وقت بہت بڑا مرہم ہے زخم بھر دیتا ہے. اُس کے زخم بھی بھر چکے تھے مگر روح پر لگے زخم ابھی بھی ہرے تھے اور

ضیاء کو دیکھ کر اور بڑھ جاتے۔ وہ اُس کا سامنا کرنے سے کتراتی تھی۔ حالانکہ ضیاء نے سب سے معافی مانگ لی تھی کی وہ بغیر پوری بات سُنے کچھ بھی کہہ گیا تھا۔ سب نے اُسے معاف بھی کر دیا تھا یہاں تک کی اُس نے کئی بار وِش سے معافی مانگی مگر وہ اُسی دُھتکار دیتی اور روئے جاتی ۔ ضیاء نئے گھر میں بھی فوراً رہنے لگا تھا وِش کی تسلّی کیلیئے۔ مگر سب بے سود۔ اب ہنستی مُسکراتی وِش کی بجائے وہ غم کی تصویر بن گئی تھی اُسکی انا پر کافی ضربیں پڑی تھی ۔ وہ سخت نظر آنے لگی تھی۔ چیونگم چبانا بھی بھول گئی تھی۔ پورے گھر والے اُس کی دِل جوئی میں لگے رہتے یہاں تک کی اُسکی بڑی امی اور بڑے ابّا بھی۔ وہ سب کی قدر کرتی, کی جو کشش بڑے ابّا کا علاج کرتے وقت وہ محسوس کرتی تھی وہ یونہی نہیں تھی خون, خون کو کھینچتا تھا۔ وہ بھی رشتوں کو پا کر بہت خوش ہوتی اگر وہ سب اُسکے ساتھ نہ ہوا ہوتا ۔

آج کل وِش اور ضیاء کے نکاح کی بات چل رہی تھی ۔

یہ خبر سُن کر وِش چِلااُٹھی۔ مر جاؤنگی مگر اب ضیاء سے شادی نہیں کرونگی۔ سب سمجھا چکے تھے مگر بے سود اُسکی اُسکی ایک ہی رٹ تھی ۔

****

وہ اپنے کمرے میں لیٹی تھی کہ, ناک کر کے ضیاء چلا آیا .

"تم یہاں کیوں آئے ہو؟"وہ غرّائی .

"مجھے معاف کر دو اور شادی کیلئے ہاں کہہ دو پلیز". مجھے سب پتا چل گیا کی تم کیسی ہو. بلکہ پتا بھی تھا اور میں تم سے بہت محبّت بھی کرتا ہوں مگر ابّو کی بیماری کی وجہ سے میں پریشان تھا اسلئے زیادہ ہی کہہ گیا تھا. کئی مرتبہ کی کہی ہوئی باتیں وہ ایک بار پھر دوہرا رہا تھا.

اسٹپ اِٹ......اب جاؤ یہاں سے, میرا وقت برباد مت کرو. ویسے بھی مجھ جیسی گری ہوئی لڑکی سے بات کرنا آپ اپنی توہین سمجھتے ہیں.

So get lost from here.

"میں تم سے کبھی شادی نہیں کرونگی سمجھے". وہ غرّائی .

"میں شہروز سے شادی کر رہی ہوں".اُس کا بھی رشتہ میرے لیے آیا ہوا ہے .

وِش نے ایک دھماکہ کیا تھا ضیاء کے اوپر. یہ بات سُن کر وہ چکرا گیا اور لمبے لمبے ڈنک بھرتا چلا گیا .

****

وہ دُلہن بنی بہت ہی پیاری لگ رہی تھی. میرون کلر کے شرارے میں, زیورات سے سجی ہوئی, اُسکے حُسن کو جیسے چار چاند لگ گئے تھے. مگر وہ مسلسل رو رہی تھی شاید ضیاء سے دوری کی وجہ سے دِل رو رہا تھا .اناکے آگے مجبور ہو کر وہ ضیاء کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بھی سزا سُنا چکی تھی. اسٹیج پر آگے پیچھے سب لڑکیاں اُس کو گھیرے ہوئے تھی تبھی ضیاء سامنے مُسکراتا ہوا نظر آیا .

اُس کو مُسکراتے دیکھ کر وِش کے آنسوؤں میں اور روانی آگئی .

"بہت محبّت کرتا ہے مجھ سے........"یہی کہہ رہا تھا نہ آکر بار بار. اب دیکھو کیسے مُسکرا رہا ہے .سب سمجھتی ہوں میں, مجھے بیو قوف بنا رہا تھا. یہ خیال دل میں آتے ہی وہ اور رونے لگی .

سب میری غلطی ہے سب ......میری......بڑا چلی تھی سیدھے سادھے لڑکے سے محبّت کرنے.....آہ.....وہ اپنے آپ کو مسلسل کوس رہی تھی اور رو رہی تھی .

تبھی عظمیٰ, ثناء سب پریشان سے اُس کے قریب آگئے .

"کیا بات ہے بھابھی؟" اتنا تو نہ روییے .

طبیعت خراب ہو جائیگی تو ہم, شہروز بھائی کو کیا جواب دینگے. عظمیٰ نے مُسکراتے ہوئے دھیرے سے وِش سے کہا .

نجانے کیوں؟ شہروز کے نام پر وہ اندر تک سُلگ اُٹھی, حالانکہ اُس نے خود ہی شہروز کے پرپوزل کو قبول کیا تھا .اب اُسے اپنے آپ پر ترس آرہا تھا .

تھوڑی ہی دیر میں سلطان صاحب, مولوی صاحب اور چند لوگوں کے ہمراہ اسٹیج پر نکاح کیلئے آ گئے .

وِش کی سانسیں تھمنے لگی .اُسے لگا کی وہ کہی بھاگ جائے جہاں کوئی شہروز سے اُس کی شادی نہ کروا پائے. مگر سچّ بدلا تو نہیں جاتا نا.

نکاح شروع ہو چکا تھا اور وِش آنکھیں موندیں مسلسل روئے جا رہی تھی تبھی اُسے لگا کی, اُس کو سُننے میں غلطی ہوئی ہے. اُس نے صاف اپنے کانوں سے مولوی صاحب کو ضیاء سے نکاح قبول ہے کہتے سُنا. اُسے لگا کی اُس کے کانوں کو دھوکہ ہوا ہے, اُس نے اپنے خیال کو جھٹک دیا. وہ سوچوں کے تاماجگا میں مشغول تھی کی ایک بار پھر آواز آئی

نکاح قبول ہے ۔

"جی قبول ہے" ۔اُس نے اپنے دل پر پتّھر رکھتے ہوئے کہا ۔

اب اُس نے شہروز کو قبول کر ہی لیا تھا۔ وہ نکاح کے بندھن میں بندھ ہی گئی تھی۔ پھر نجانے کیوں اُسے لگا کی مولوی صاحب نے ضیاء کہا شاید دل میں وہی تھا تو نام بھی اُس کا سُنائی دینے لگا تھا۔ ضیاء سے شادی سے انکار کر کے اُس نے اپنے آپ کو عمر قید کی سزا سُنائی تھی۔ کیونکہ اِس دل میں تو صرف وہ...... تھا۔ جس کی جگہ چاہ کر بھی کوئی نہیں لے سکتا تھا...... آہ ......! کاش تم نے میرے ساتھ بُرا سلوک نہ کیا ہوتا تو آج...... میں اپنی شادی کے دِن پچھتا نہیں رہی ہوتی۔ وِش نے اپنے آنسوؤں کو بے دردی سے پوچھ ڈالا ۔

****

سجے سجائے بیڈ پر وہ کسی مورت کی طرح بیٹھی اپنے آپ سے وعدہ کر رہی تھی کی اب وہ اُسے بھول جائیگی کیونکہ ضیاء نے کبھی محبّت کی ہی نہیں تھی ۔

تب ہی اچانک کمرے میں کوئی داخل ہوا ۔

اسلام و علیکم. آنے والے نے زور سے سلام کیا .

وِش جو سوچوں میں مگن تھی سلام کی آواز پر چونک کر سامنے دیکھنے لگی .

پر....... یہ کیا .... سامنے وہی دُشمنِ جاں اپنی وجیہہ پرسنالٹی کے ساتھ تھری پِس سوٹ میں مُسکراتے ہوئے ایستادہ تھا .

"اب کیا لینے آئے ہو یہاں". وہ غرّاتے ہوئے بولی .

اچھّا...... میری بربادی پر مذاق اُڑانے آئے ہو....... یا یہ دیکھنے آئے ہو کی, میں تمہارے بنا مر تو نہیں گئی" . مسٹر ضیاء خان "وِش نے انگلی دیکھاتے ہوئے طیش میں کہا .

"بس". ضیاء نے اُس کے ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے نرمی سے کہا .

"مرے ہمارے دُشمن". بھلا کوئی اپنی شادی کے دِن یہ چاہے گا کی اُسکی وائف مر جائے وہ بھی اتنی بیوٹی فل وائف . وہ مستقل مُسکراتے ہوئے دھیرے سے وِش کے کانوں میں دھماکہ کر رہا تھا .

تم کہتی تھی نہ...... تم مجھ سے شادی کر کے رہو گی...... دیکھو ہو گئی ہماری

شادی......سو پلیز اب تو مُسکرا دو اور مجھے معاف بھی کر دو, وہ اپنے دونوں کانوں کو ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے کہنے لگا .

اسکا مطلب وہ حقیقت ہی تھی ......وہ نام سچ میں لیا جارہا تھا یہ سوچتے ہوئے اچانک ہی وہ مُسکرا اُٹھی. ویسے بھی محبّت کے بیچ انا کبھی نہیں ہوتی, اُس نے انا کی دیوار کو خود سے ہی گرا دی تھی کیونکہ اِس میں ہی اُسکی خوشی اور بھلائی تھی. اب ضیاء کو ٹھکرا کر وہ دوبارہ اپنے آپ کو سزا نہیں دینا چاہتی تھی. دل ہی دل میں وہ خدا کا شکرادا کرنے لگی .

"معافی کے بارے میں سوچونگی" . وہ شرارتاً بولی .

اچھّا.....دیکھو میں تمہارے لیے تحفہ لایا ہوں. وہ بچّوں سی معصومیت سے گویا ہوا .

اُس کا انداز اتنا بے ساختہ تھا کی وہ ہنسے بِنا نہ رہ سکی اور جھٹ پیکٹ چھپٹ کر اُسے کھولنے لگی .

مگر......یہ کیا ......پیکٹ کے اندر ایک اور پیکٹ. ایسا کرتے کرتے سات پیکیٹوں کے بعد برآمد ہونے والی چیز کیا تھی. یہ دیکھ کر وہ کھِل کھِلا کر ہنس پڑی .

وہ ایک چیونگم تھا. جو اُس نے وِش کو دِیا تھا. ضیاء کو اُسکی ہنسی مقصود تھی جو اُسے مل گئی

تھی .

یہی تمہارا تحفہ ہے کی، تم پہلے کی طرح اپنا مشغولہ جاری رکھو ساتھ میں اپنی مسکراہٹیں بھی .

کیوں؟ میں تو آپ سے ناراض ہوں. وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی .

اچھّا....... موصوفہ ہنس کر بلکہ کھل کھلانے کے بعد بھی آپ مجھ سے ہیں. وہ آگے بڑھا ہی تھا کی، وِش نے اُسے دھکّا دیا اور وہ بیڈ پر گر پڑا .

اچھّا...... ابھی بتاتا ہوں، یہ کہہ کر ضیاء نے اُسے چھنپٹ کر پکڑ لیا. اُسکے پکڑتے ہی وِش کی کھل کھلاہٹیں فضا میں گونج اُٹھی .

ویسے ایک بات کہوں؟ اُس نے محبّت پاش نظروں سے وِش کو دیکھتے ہوئے پوچھا .

کیا؟ وِش نے آئی برو اُچکاتے ہوئے کہا .

یہ بات میں نے مان لیا کی، تمہارے بغیر میں ادھورا ہوں..... بلکہ یہ کہنا بہتر ہے کی" . تم بن ادھورے ہیں ...... ہم" .

میرے ماں، باپ بھی تمہیں بہت چاہتے ہے. اب تو اور تمہارے چچّا، چچّی جو ٹھہرے.

وہ ایک ادا سے کہہ رہا تھا ۔

اُس کے انداز پر دونوں ہی ہنسنے لگے ۔

تبھی وِش کو کچھ یاد آیا تو وہ پوچھ بیٹھی ۔

"ویسے شہروز کی جگہ آپ کیسے آ گئے" ۔

کیونکہ تم مجھ سے شادی نہیں کرتی اور میں تمہارے بنا ادھورا ہی رہ جاتا۔اسلیئے ہم سب نے مل کر پلان بنالیا تھا اور تم بیوقوف بن بھی گئی۔اتنا روئی قسم سے مجھے بہت ترس آ رہا تھا تم پر......وہ چِڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا ۔

اچھّا.....کہہ کر وِش نے چیونگم منہ میں ڈالا اور چباتے ہوئے ہاتھ کا مکا بنا کر ضیاء کو دے مارا ۔

اُس کی معصومیت پر ضیاء اور زور سے ہنس پڑا۔سچّ تمہارے بغیر میں ادھورا.....ادھورا کہتے ہوئے اُسنے وِش کو خود سے قریب کرتے ہوئے اُسکی نازُک مخرُوطی انگلی میں ڈائمنڈ رِنگ دھیرے سے سجادی ۔

وِش کی خوبصورت چمکدار آنکھیں اور چمک اُٹھی۔اُس نے اپنے رب کا شکر ادا کیا کی اتنا

اچھّا جیون ساتھی اُس کیلئے چُنا گیا تھا .

****

نوٹ۔۔۔ قارئین سے گزارش ہے کہ ناول پڑھ کر اپنی رائے ضرور دے۔

****

❤ ختم شدہ ❤

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پراپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کااستعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریرایک ہفتے کے اندراندرویب پرپوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئےاوپردیئے گئے رابطے کے ذرائع کااستعمال کرسکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرامیگزین